اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ششم — **جلد دوم**

بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶؁ھ مطابق جون ۱۸۷۹؁ء

جو **دو حصوں** پر منقسم ہے

حصہ اول میں مضمون کانشنس کے متعلق بحث ہے **حصہ دوم** میں نیچری بحث اور اس مضمون کا جواب جسکو آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر سی۔ایس۔آئی نے پرچہ اول تہذیب الاخلاق ۱۲۹۶؁ھ ہجری میں شائع کیا

معہ ضمیمہ

جو سید احمد خان صاحب کے اس مضمون کا جواب ہے جسمیں انہوں نے اہل حدیث کو وہابی کہا ہے

[illegible]

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ رسالہ مذہبی ہے ملکی یا قومی باتوں سے اسمیں تعرض نہیں

(۲) اسکی عام قیمت آٹھ آنہ ماہوار ہے۔ اور خاص قیمت جو اغنیاء و روساء سے لیجاتی ہے کم سے کم ایک روپیہ ہے اور بعض اغنیاء دو دو تین تین روپیہ بھی دیتے ہیں وہ لوگ انجمن اشاعۃ السنہ کے ممبر ہیں

(۳) ۱۲۹۵؁ھ کے پرچے کمیاب بلکہ نایاب ہیں اسلئے ان سالوں کے پورے پرچے با ترتیب ایک روپیہ ہوا ہے کم کو نہیں مل سکتے۔

(۴) جنکے نام پرچہ بلا درخواست پہنچے وہ اپنے حق سے چندہ واجب الادا سمجھیں جس مہینے سے پرچہ وصول پائیں

(۵) زر چندہ بذریعہ ہنڈوی و منی آرڈر ارسال فرماویں اگر نوٹ یا ٹکٹ بھیجیں تو بذریعہ رجسٹری کے بھیجیں ٹکٹ آدہ آنہ والے ہوں اور انکے ساتھ فی روپیہ دو آنہ بابت فیس بٹہ بھی ہو۔

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

اور **غزالی** نے یہ بھی کہا ہے کہ شیطان کو عرش اور لوح محفوظ کی صورت بن جانے کی قدرت ہے۔ جسکے مشاہدہ سے صاحب کشف یہ گمان کرتا ہے کہ مینے عرش یا لوح سے علم حاصل کیا ہے۔ اور واقع مین وہ شیطان سے ہوتا ہے۔ چنانچہ **امام شعرانی** کہ وہ بھی بڑے صوفی والہامی مشہور ہین اور مشاہدہ عین شریعت و دوزخ و بہشت کے اپنی اُن آنکھون سے مدعی اور کشف والہام کی بڑے بھارے معتقد **میزان کبری** صفحہ (۱۳) مین فرماتے ہین۔

فان قلت فلاىّ شئى لم يوجب العلماء بالله تعالى العمل بما اخذه العالم من طريق الكشف مع كونه ملحقا بالنصوص فى الصحة عند بعضهم فالجواب ليس عدم ايجاب العلماء العمل بعلوم الكشف من حيث ضعفها ونقصها عما اخذه العالم من طريق النقل الظاهر۔ وانما ذلك للاستغناء عنه فى الموجبات بصرائح ادلة الكتاب والسنة عند القطع بصحته اى ذلك الكشف فانه حينئذ لا يكون الا موافقا لها۔ اما عند عدم القطع بصحته فمن حيث عدم عصمة

اگر تو سوال کرے کہ جس بات کو طریق کشف سے کوئی عالم حاصل کرتا ہے۔ باوجودیکہ وہ بعضون کے نزدیک حکم صحت مین نصوص (آیت یا حدیث) سے [illegible] علماء نے واجب نہین کیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ علماء کا اسپر عمل کرنیکو واجب نکہنا اس سبب سے نہین کہ وہ ضعیف ہے اور اس علم کی نسبت (جو علماء طریق ظاہری نقل سے اخذ کرتے ہین) ناقص ہے وہ تو فقط اسلئے ہے کہ کتاب وسنت کے ہوتے کشف کو (جو صحیح قطعی ہو) حجت و دلیل ٹھیرانے کی حاجت نہین۔ اسلئے کہ وہ قطعی ہونے کی صورت مین کتاب وسنت کے موافق ہی ہوگا۔ یعنے پھر اسکو حجت مستقل ٹھیرانے کا کیا فائدہ اور اگر کشف کی صحت کا یقین نہو اور وہ اسجگہہ ہی جہان اُسکے حاصل کرنیوالے مین عصمت

الا آخذ لذلك العلم فقد يكون
دخله التلبيس من ابليس فان
الله تعالی قد اقدر ابلیس کما قال
الغزالی علی ان يقيم للمكاشف
صورة المحل الذی یاخذ علمه
منه من سماء او عرش او کرسی
او قلم او لوح - فربما ظن المكاشف
ان ذلك العلم عن الله تعالے
فاخذ به فضلّ واضلّ
فمن هٰهنا اوجبوا على المكاشف
ان يعرض ما يحصل له من العلم من
طریق كشفه على الكتاب والسنة
قبل العمل به فان وافق فذلك
والا حرم عليه العمل به

نہین تو وہان تلبیس ابلیس کا دخل ہی اسلئے اللہ تعالے
نے شیطان کو چنانچہ غزالی وغیرہ نے کہا ہے یہ
قدرت دی ہے کہ وہ صاحب کشف کے سامنے اسکے
محل کشف کی جس سے وہ علم لیتا ہے آسمان کی
صورت بنا دی یا عرش کی یا کرسی کی یا قلم کی یا لوح محفوظ
کی - پھر بسا اوقات صاحب کشف سمجھتا ہی کہ مینے
خدا یتعالے سے علم حاصل کیا ہی سو اسکو لیتا ہے
پس آپ بھی گمراہ ہوتا ہی اور لوگونکو بھی گمراہ
کرتا ہے -
اسی جگہہ سے علماء نے صاحب کشف پر واجب
کیا ہے کہ وہ اپنے اس علم کو جو طریق کشف سے
لیتا ہے عمل کرنے سے پہلے قرآن و حدیث
پر پیش کرے - پس اگر موافق ہووے تو اُسپر
عمل کرے ورنہ اسپر عمل کرنا حرام ہے

شیخ ابن تیمیہ حنبلی اگرچہ کشفی و صوفی مشہور نہین اور نہ حضرات مخاطبین کا معتقد فیہ - ولیکن اسباب مین اُنہون نے وہ کچھ کہا ہے جو کتاب سنت سے مدلل ہے - اور ائمہ کشف کے اقوال پر مشتمل - لہذا نقل کلام جناب بھی اس مقام مین خالی از فائدہ عام و تائید تام نہین -

قال فی رسالته الموسومة بالفرقان
بین اولياء الرحمن واولياء الشيطان
وليس من شروط ولی الله ان يكون معصوما

آپ نے رسالہ فرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء
الشیطان مین کہا ہے
ولی کے شرائط سے یہ نہین کہ وہ معصوم ہو

لا یغلط ولا یخطی بل یجوز ان یخفی
علیہ بعض علم الشریعۃ ویجوز ان
یشتبہ علیہ بعض امور الدین حتی
یحسب بعض الامور مما امر اللہ بہ
ویکون مما نھی عنہ و یجوز ان یظن
فی خوارقھا انھا من کرامات
اولیاء اللہ وتکون من الشیطان
لبسھا علیہ لینقص درجتہ ولا یعرف
انھا من الشیطان ولم یخرج بذلک
عن ولایۃ اللہ فان اللہ سبحانہ تجاوز
لھذہ الامۃ عن الخطاء والنسیان
ولما کان ولی اللہ یجوز ان یغلط لم یجب
علینا الایمان بجمیع ما یقولہ من ھو ولی اللہ
الا ان یکون نبیا بل لا یجوز لولی اللہ ان یعتمد
علی ما یلقی اللہ فی قلبہ و علی ما لہ مما یراہ الھاما
ومحادثۃ وخطابا من الحق بل یجب علیہ ان
یعرض ذلک جمیعہ علی ما جاء بہ محمد صلی اللہ علیہ
والہ واصحابہ وسلم فان وافقہ قبلہ وان خالفہ لم یقبلہ
وان لم یعلم اموافق ھو ام مخالف توقف فیہ
فالناس فی ھذا الباب ثلثۃ اصناف طرفان
وواسطۃ منھم من اذا اعتقد فی

کبھی غلطی و خطا نہ کرتا ہو ۔ ہو سکتا ہی کہ اُسپر کچھ
علم شریعت مخفی رہے یا کچھ اسکو دینی امور مین
اشتباہ ہو جاوے ۔ جن کامون سے خدا نے منع
کیا ہے انکو وہ حکم خدا سمجھ لے اور اپنے خلاف
عادت فعل کو وہ کرامت سمجھ بیٹھے ۔ اور واقع
مین وہ شیطان کی طرف سے ہو اور اِسکا اُسکو
علم نہو اور وہ اِس خطا و اشتباہ کے سبب سے ولی ہونے سے
نکل نہین جاتا اسلئے کہ اللہ تعالے نے اس امت
کے خطا و نسیان کے مواخذہ سے درگذر کیا ہے
اور جب ولی اللہ سے غلطی کا صدور ممکن ہوا تو
سوائے نبی کے اور ولی کے سب باتون پر ایمان لانا
واجب نہوا ۔ بلکہ خود اس ولی کو اپنی باتون پر جو
خدا تعالے اُسکے دل مین بطور الہام یا بات کرنے
یا مخاطب فرمانے کے القا کرے اعتماد جائز نہوا
بلکہ یہ واجب ہوا کہ اُن باتون کو کتاب و سنت
پر جو آنحضرت صلعم لائے ہین پیش کرے اگر اُسکے
موافق ہون تو قبول کرے اور اگر مخالف ہون
تو نمانے ۔ اور موافقت یا مخالفت کا کچھ پتہ
نہ لگے تو اسمین متوقف رہے
لوگ اس باب مین تین قسم ہو رہے ہین دو قسم دو جانب
ہین اور ایک بیچ مین ۔ ایک جانب مین وہ

شخص انہ ولی اللہ وافقہ فی
کل ما یظن انہ حدثہ بہ قلبہ
من ربہ وسلم الیہ جمیع ما یفعلہ

لوگ ہین کہ جب وہ کسیکو ولی سمجھتے ہین تو وہ اسکی
سب باتون مین جو اُسکے خیال مین اُسکے دل
نے خدا کیطرف سے کہی ہین تابع ہو جاتے
ہین - اور اپنے سب کام اُسکے سپرد کر دیتے
ہین -

ومنہم من اذا راہ قال وفعل ما لیس
بموافق للشرع اخرجہ عن ولایۃ اللہ
بالکلیۃ وان کان مجتہدا مخطئا -
وخیار الامور اوسطہا وہو ان
لا یجعل معصوما ولا ماثوما اذا
[illegible]
ما یقولہ ولا یحکم علیہ بالکفر
والفسق مع اجتہادہ - والواجب
علی الناس اتباع ما بعث اللہ بہ
ورسولہ

دوسری جانب مین وہ لوگ ہین کہ جب وہ کسی ولی کو
خلاف شرع کچھ کہتا یا کرتا دیکھتے ہین تو اسکو ولی
ہونے سے خارج کر دیتے ہین اگرچہ وہ اس
قول وفعل مین مجتہد ہو اور بہولے سے کیا ہو اور
بیچ والے کام (جو بیچ والے قسم کے ہین) بہتر
[illegible] سے معصوم
سمجہا جاوے نہ ماثوم (یعنے گناہگار) جبکہ وہ
مجتہد ہو - پس نہ تو اسکی ہر بات مین پیروی کرین
اور نہ اسپر مجتہد ہونے کی حالت مین کفر یا فسق
کا فتوی لگا دین اور خود اتباع آنحضرت صلعم کو واجب
سمجہین -

وقد ثبت فی الصحیحین عن النبی صلے
اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انہ قال
قد کان فی الامم قبلکم محدثون
فان یکن فی امتی احد فعمر منہم
وروی الترمذی وغیرہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

صحیح بخاری ومسلم مین ثابت ہو چکا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا ہے
تمسے پہلے امتون مین ایسے لوگ ہوتے تہے جنسے
خدا تعالے یا فرشتے باتین کرتے - اس امت
مین ایسا کوئی ہوا تو از انجملہ عمر ہو گا - اور ترمذی
وغیرہ نے آنحضرت سے نقل کیا ہی کہ آپ نے فرمایا

انه قال لولم ابعث فيكم لبعث فيكم عمر
وفی حدیث اخران الله ضرب الحق
علی لسان عمر وقلبه وفيه لوكان بعدی
نبی لكان عمر وكان علی بن ابی طالب
رضی الله عنه یقول ماكنا نبعد
ان السكينة تنطق علی لسان عمر

ثبت هذا عنه من رواية الشعبی
وقال ابن عمر ماكان عمر يقول لشئ
[illegible] كذا [illegible] كما يقول

وعن قيس بن خارق كنا نتحدث
ان عمر ينطق علی لسانه ملك
وكان عمر يقول اقربوا من افواه
المطيعين واسمعوا منهم ما يقولون
فانه تجلی لهم امور صادقة وهذه
الامور الصادقة التی اخبر عمر بن
الخطاب انها تجلی للمطیعین هی فی
الامور التی یکشفها الله لهم
فقد ثبت ان لاولیاء الله مخاطبات
ومكاشفات

اگر مین تم مین نبی نہوتا تو عمر نبی ہوتا -
ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے
عمر کی زبان اور دل پر حق کو لگا رکھا ہے - اسمین
یہ بھی ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے ہم اس بات کو
بعید نہ سمجھتے کہ حضرت عمر کی زبان پر ایسی بات
جاری ہو جس سے دلونکو طمانیت و یقین حاصل
ہو جاوے یہ بات حضرت علی علیہ السلام سے بروایت
شعبی ثابت ہے ابن عمر نے کہا ہے کہ حضرت عمر نے
[illegible]
کرتا ہون تو وہ ویسا ہی ہو جاتا
قیس سے روایت ہے کہ ہم آپسمین یہ کہا کرتے
کہ حضرت عمر کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے
حضرت کا اپنا قول ہے لوگو (اللہ کے) تابعداروں کے
مونہ سے قریب ہو اور جو وہ کہین سنو - اسلئے
کہ اُن کو سچی باتین منکشف ہوتی ہین یہ آپ کا
قول ان باتون کی نسبت ہے جو اللہ تعالی اُنپر
کھولتا ہے
یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اولیا اللہ کے لئے
مکاشفات اور اللہ تعالے کے خطابات ہوا
کرتے ہین

وافضل هولاء فی هذه الامة
بعد ابی بکر هو عمر بن الخطاب
فان خیر هذه الامة بعد نبینا
هو ابو بکر ثم عمر

اس امت محمدیہ مین ان سب لوگون سے بعد صدیق
اکبر کے حضرت عمر فاروق افضل ہین
انکا افضل ہونا صدیق اکبر کے بعد اسلئے کہا کہ اس
امت مین آنحضرت کے بعد صدیق اکبر افضل ہین
انکے بعد عمر

مترجم کہتا ہی یہ ترتیب فضیلت مجمل طور پر اہلسنت کی نزدیک چلی آتی ہی - اور اسکا مستند
اقوال صحابہ ہین جو کتب صحاح مین مروی ہین ابن عمر سے صحیح بخاری مین بصفحہ (۵۲۳)
منقول ہے کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر
ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینہم اور حضرت
علی مرتضی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح بخاری مین بصفحہ ۵۱۸ مروی ہے ان محمد بن الحنفیہ
قال لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر
وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین - ولیکن مین
باوجودیکہ یکاسنی ہون اور شیعہ وغیرہ مخالفین اہل سنت کا ہمیشہ مخالف و معارض رہتا ہون
اسکو عام مطلق طور پر صحیح نہین سمجہتا - اور اسکی تاویل فضیلت جزوی کے ساتھ واجب
جانتا ہون اور اسکی مستندات سے (قول ابن عمر) کے معنے یہ صحیح سمجہتا ہون کہ خلافت
وغیرہ امور ریاست وسیاست وتدبیر ومشاورت وامثال ذلک جو کبر سنی وتجربہ کاری
سے علاقہ رکہتے ہین - یا مثل اسکی اور امور جزئیہ مین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو امیر
المومنین علی مرتضی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ترجیح تہی - نہ یہ کہ جملہ امور فضائل علم وتقوےٰ
وشجاعت ودیانت وولایت وقرابت نسبیہ مین انکو فضیلت تہی - مینے اپنے اس
خیال پر شہادت علماء اہل سنت کو ٹٹولا تو امام **ابو سلیمان خطابی** کو جو اعاظم
اہل سنت واکابر حفاظ حدیث سے ہین اپنے خیال مین موافق پایا - حیث قال رحمہ اللہ

وجہ انہ اراد بہ الشیوخ وذوی الاسنان فہم الذین کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر شاورہم وکان علیؓ رضی اللہ عنہ فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث السن ولم یرد ابن عمر الازراء بعلی رضؓ ولا تاخیرہ عن الفضیلۃ بعد عثمان کان فضلہ مشہور لا ینکرہ ابن عمر ولا غیرہ من الصحابۃ وقال غیرہ لابد من نحو ھذا التاویل والا یلزم علیہ نقض کثیر من القواعد المقررۃ من عدم تقدم تتمۃ العشرۃ علی غیرہم و اہل بدر وبیعۃ الرضوان واصحاب الہجرتین ونحوہم - کذا قالہ الکرمانی الحنفی فی شرح البخاری - وقال علی القاری فی المرقاۃ فی شرح حدیث ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر - ھو اما محمول علی ایام خلافتہ او بعد ابی بکر او المراد فی باب العدالۃ او فی طریق السیاسۃ او نحو ذلک اور یہی ذیل قول مرتضی علیہ السلام کا محمل ہے اور وہ جناب کے تو افضل [illegible] قائل ہوں تو اسکی وجہ یہ نہیں سمجھتا کہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام انکے سامنے لائق خلافت نہ تھے - اگر وہ خلیفہ اول ہوتے تو نیابت وخلافت کا کام نکر سکتے - نعوذ باللہ من ھذا الظن السوء بجنابہ علیہ السلام - بلکہ اسکی وجہ یہ سمجھتا ہوں کہ نفس الامر میں تو ہر ایک صاحب ان حضرات سے یہ لیاقت رکھتے ولیکن چونکہ حسب صوابدید ومشورہ اہل شوری صدیق اکبر کا خلیفہ ہونا تجویز ہوا اور انکے استخلاف سے حضرت عمر کا اور مشورہ اصحاب ستہ سے جنمیں حضرت مرتضی بھی داخل تھے حضرت عثمان کا خلیفہ ہونا قرار پایا تو ان حضرات کو حسب اتفاق منصہ غیب سے ترجیح حاصل ہوئی - اور اگر بحسب اتفاق رائے اہل شوری خلافت مرتضی ع کی تجویز ہوتی تو یہی ترجیح انکو حاصل تھی **غرض** یہ ترجیح خلافت اتفاقی ہے جو اتفاق رائے ارباب شوری سے ناشی ہے - حضرت علی مرتضی کے عدم لیاقت سے پیدا نہیں ہوئے اس تجویز فضیلت جزئی وعدم تسلیم فضیلت کلی سے ہمکو کئی احادیث مانع ہیں - جو بہتیری فضائل میں جناب مرتضی علیہ السلام کو خلفاء ثلثہ کا ہمسر وسہیم بتلاتے

(176)

ہین اور بعض مسائل مین (جو جناب ممدوح سے مخصوص ہین اور کسی صحابی مین متحقق نہین) انکو خلفاء ثلثہ بلکہ جملہ اصحاب پر ترجیح دیتے ہین - **ازانجملہ** چند احادیث اسمقام مین نقل کرتا ہون جنسے میرے خیال کی تائید ہو اور اہل سنت و محبان عترت کے دلون مین اہلبیت نبوی کی محبت بڑھے - اور انکی آنکھونکو ٹھنڈک پہنچے اور اس رسالہ کو اس ذکر خیر کے انوار کی برکت نصیب ہو -

(۱) فعن سہل بن سعد رضی الله عنہ ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحبہ الله ورسولہ

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مرتضی کے حق مین خیبر کے دن فرمایا - مین کل اس شخص کو جھنڈا دونگا جسکو اللہ اور اسکا رسول دوست رکھتے ہین

(۲) وعن سعد بن ابی وقاص انہ صلی الله علیہ وسلم قال لعلی رضی الله عنہ حین خلفہ فی غزوہ تبوک انت منی بمنزلۃ ہارون من موسے الا انہ لا نبی بعدی - رواہما الشیخان

سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو جب غزوہ تبوک کے دن اپنے پیچھے خلیفہ مقرر کیا تو یہ فرمایا کہ تم میرے منسبت اس رتبہ مین ہو جو ہارون کو موسی کی منسبت تھا فرق اتنا ہے کہ میرے بعد نبی نہین ہے اسلئے تمکو نبی نہین کہا جاتا - ان دونو حدیثونکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے

(۳) وعن سعد بن ابی وقاص ان معاویۃ قال لہ مالک لا تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالہن لہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم فلن اسبہ

سعد سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان (عفا اللہ عنہ وغفر لہ ما صدر عنہ) نے آپکو کہا تم علی مرتضے کو گالیان کیون نہین دیتے - سعد نے جواب دیا تجھے وہ باتین یاد نہین جو آنحضرت نے اُنکے حق مین فرمائی ہین (وہ باتین سنکر) کبھی بھی انکو

فذکر قوله له یوم خیبر وما قال له حین
خلفه ثم ذکر الثالثة فقال لما نزلت
علیه هذه الآیة ندع ابناء نا
وابناء کم دعا رسول الله صلی الله
علیه وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا
فقال اللهم هولاء اهلی - رواه
مسلم والترمذی

(۴) وعن عائشة قالت خرج النبی صلی
الله علیه وسلم غداة وعلیه مرط مرحل
من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله
ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت
فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله
ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم
الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا
رواه مسلم

وللترمذی انه لما نزلت هذه الآیة
ادخلهم النبی صلی الله علیه وسلم فی
کساء له ثم قال اللهم هولاء اهل
بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا

گالیان ندون - پہر وہ قول آنحضرت کا جو خیبر کے
دن انکے حقمین فرمایا تھا اور وہ قول جو بوقت
خلیفہ کرنے کے کہا ہے ذکر کیا پہر تیسری بات
یہ ذکر کی کہ جب آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی
ندع ابناء نا وابناء کم الخ تو آنحضرت صنے علی مرتضی
وفاطمہ وامام حسن ع وامام حسین ع کو بلایا اور کہا یا اللہ
میرے اہل یہ لوگ ہین - اسحدیث کو مسلم وترمذی
نے ذکر کیا

اور عائشہ سے روائت ہی کہ ایکدن آنحضرت صلعم باہر
نکلے اور آپ پر ایک [illegible]
[illegible]
شتر کی سی نقش سیاہ بالون کے تھے پہر امام حسن ع
آئے تو آپ نے انکو اس کملی مین لے لیا پہر امام حسین
آئے تو وہ بھی اُسمین داخل ہوئے پہر خاتون جنت
آئین تو انکو بھی داخل کرلیا پہر علی مرتضی آئے
تو وہ بھی داخل ہوئے پہر آنحضرت نے یہ آئت
پڑھی کہ اللہ یہی چاہتا ہی کہ تمسے نجاست دور کرے
(اے میرے اہل بیت) اور تمکو پاک کرے اور
ترمذی کی روایت مین یون ہے - کہ آنحضرت نے
انکو کملی مین لیکر کہا اے پروردگار یہ میرے اہل
بیت ہین اُن سے پلیدی دور کر اور اُن کو
پاک کر -

(۵) وعن زید بن ارقم قال قام رسول
الله صلی الله علیه وسلم یوما فینا خطیبا
بماء یدعی خما بین مکة والمدینة
فحمد الله واثنی علیه ووعظ وذکر
ثم قال اما بعد الا ایها الناس انما
انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی
فاجیب وانا تارك فیکم الثقلین اولهما
کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا
بکتاب الله واستمسکوا به فحث علی کتاب
الله ورغب فیه ثم قال واهل بیتی اذکر
کم الله فی اهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی [illegible]
وفی روایة الترمذی قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم انا تارك فیکم ما ان
تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما
اعظم من الاخر کتاب الله حبل ممدود
من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی
لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا
کیف تخلفونی فیهما ۔ وهذه الزیادة
الاخیرة رواه احمد ایضا فی مسنده

(۶) وعن عمران بن حصین قال رسول الله

زید بن ارقم سے روایت ہو کہ آنحضرت ایکدن
بمقام خم غدیر کھڑے ہوئے ۔ اور خطبہ ارشاد
کئے ۔ پھر بعد حمد و ثنا کے کہا لوگو مین بھی بشر
ہون قریب ہے کہ میرے پاس فرشتہ (پیغام موت
لیکر) آوے اور مین اسکی اجابت کرون یعنے حاضر
ہو جاؤن ۔ اور مین تم مین دو بڑی بھاری چیزین
چھوڑ جاتا ہون ۔ اول کتاب الله ہو جسمین ہدایت
اور نور ہے اسکو (خوب) پکڑو پھر اسپر لوگوکو رغبت
دلائی پھر فرمایا (دوم) میرے اہل بیت ہین
تمہین اپنے اہل بیت کے حقوق کی رعایت مین خدا کا نام
یاد دلاتا ہون [illegible] اسکو مسلم نے روایت کیا
اور ترمذی کی روایت مین اسطرح ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ مین تم لوگون مین وہ چیز چھوڑ جاتا ہون
کہ اگر تم اسکو پکڑو تو کبھی گمراہ نہوگے ۔ وہ ایک
تو کتاب الله ہو جو دوسرے سے بڑی ہو اور وہ الله
تعالی کی رسی ہے جو آسمان و زمین مین تنی ہوئی
ہے (دوسری) میرے اہل بیت ۔ یہ دونو جدا
نہوگے یہانتک کہ دونو میرے پاس حوض کوثر
پر پہنچ جاوین ۔ اس لفظ اخیر کو امام احمد نے
بھی روایت کیا ہو ۔
عمران بن حصین سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم

صلی اللہ علیہ وسلم ان علیا منی وانا منہ وھو
ولی کل مومن ومومنۃ بعدی رواہ الترمذی
وروی الحاکم والنسای نحوہ

(۷) وعن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم ادر الحق
معہ حیث دار رواہ الترمذی

(۸) وعنہ رضی اللہ عنہ ان النبی الامی
عھد الی ان لا یحبنی الا مومن ولا
یبغضنی الا منافق رواہ مسلم

(۹) وعن حبشی بن جنادۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
منی وانا من علی ولا یودی عنی الا
انا او علی -

(۱۰) وعن ابن عمر قال آخا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ قال آخیت
بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال لہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی
فی الدنیا والآخرۃ

نے فرمایا کہ علی مجھسے ہے اور مین اس سے اور وہ
ہر مومن مرد اور عورت کا میرے بعد ولی ہی - اسکو
ترمذی وغیرہ نے روایت کیا

اور خود جناب مرتضے سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم
نے انکے حق مین دعا کی کہ اللہ حق کو ادہر ہی
پہیر جدہر علی پہرے - اسکو ترمذی نے روائت
کیا ہے

اور آپ ہی سے یہ بھی روائت ہی کہ آنحضرت نے
مجھے یہ وصیت کی ہی کہ بجز مومن مجھکو کوئی دوست
نہ رکھیگا - اور بجز منافق کوئی مجھسے بغض نہ رکھیگا
اسکو مسلم نے روایت کیا

حبشی سے روایت ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علی
مجھسے ہے اور مین علی سے اور یہ بات (یعنی کہ مین
سورہ براءۃ کا سنانا اور مشرکین مکہ کے عہد مصالحۃ
کو اٹھانا) بجز میرے اور علی کے کوئی نہین
کرسکتا -

ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اصحاب
مین سے ایک کو دوسرے کا بہائی بنایا تو حضرت
علی روتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے کہ آپ نے
مجھکو کسیکا بھائی نہ بنایا تو آپنے فرمایا کہ تو میرا بھائی
ہی دنیا اور آخرت مین

(۱۱) عن انس بن مالك قال كان عند النبی صلی الله علیه وسلم طیر فقال اللهم ائتنی باحب خلقك الیك یاكل معی هذا الطیر فجاء علی فاكل معه
رواه هذه الثلثة الترمذی

انس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک جانور (بریان) تہا آپنے دعا کی یا اللہ ایسے آدمی کو میرے ساتھ کھانیکو بہیج جو تمام مخلوقات سے تجھے پیارا ہو - پس حضرت علی آئے اور وہ جانور آنحضرت کے ساتہہ تناول فرمائی ان تینوں حدیثوں کو ترمذی نے روایت کیا ہے

(۱۲) وعن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت ولیی فی الدنیا والاخرة - رواه الحاكم والنسائی فی حدیث طویل ذكره [illegible] فی ازالة الخفاء

ابن عباس سے روائت ہی کہ آنحضرت نے حضرت مرتضی کو فرمایا تو میرا دنیا و آخرت مین ولی ہے - اسکو حاکم اور نسائی نے ایک حدیث طویل کے ضمن مین روائت کیا ہی جسکو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفاء مین [illegible] ذکر کیا ہے

اس مضمون کی اور بہت احادیث ہین جنسے حضرت مرتضی کی خصوصیت مزیت یا مساواۃ بہ نسبت خلفاء ثلثہ ثابت ہی ان احادیث پر نظر رکھنے والا فضیلت کلی خلفاء ثلثہ کا کبھی قائل نہوگا - اور بجز تجویز فضیلت جزوی کچھ اس سے بن نہ پڑیگا یہ فضیلت جزوی فقط میری ہی تجویز و مستنبط بات نہین ہی مجھ سے پہلے بھی بعض اکابر اہل سنت سے صادر ہو چکی ہی - انکا نام مین تب بتاونگا - جب کسیکو اسپر معترض و منکر پاؤنگا - اس تجویز کا مان لینا اہل سنت پر تو واجب ہی ہی - اور اگر شیعہ انصاف سے غور کرین تو انکا بھی اسکے ماننے مین کچھ حرج نہین - مگر ہوائے زمانہ و عادات اہل زمانہ کو ہم دیکھتے ہین تو کسی فریق سے تسلیم کی توقع نہین پاتے - ولیکن ہم کسیکی رد یا تسلیم کی پرواہ نہین رکھتے ایسے مضامین کے بیان سے اپنے خیال کا اظہار چاہتے ہین سو کر دیتے ہین

حاشیہ جو صفحہ ۱۶۰ سے شروع ہوا تہا تمام ہوا اب عبارت فرقان کو پورا کیا جاتا ہی)

وقد ثبت فی الحدیث الصحیح بتعیین عمر بانه محدث فی هذه الامة

اور حدیث صحیح مین حضرت عمر کے محدث ہونیکی تعیین ثابت ہو چکی ہے پس اگر کوئی محدث یا خدا کیطرف سے

فای محدث ومخاطب فرض فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فعمر افضل منہ - ومع ھذا فکان عمر یفعل ماھو الواجب علیہ فیعرض مایقع لہ علیٰ ما جاء بہ الرسول فتارۃ یوافقہ فیکون ذلک من فضائل عمر کما نزل القرآن بموافقتہ غیر مرۃ ووافق ربہ غیر مرۃ وتارۃ یخالفہ فیرجع عمر من ذلک کما رجع یوم الحدیبیۃ لما کان رای المشرکین وقال فعلمت لذلک اعمالا [illegible] فی البخاری وغیرہ

مخاطب اس امت مین فرض کیا جاویگا تو حضرت عمر اس سے افضل ہو گئے - باوجود اسکے حضرت عمر اپنے الہام کی نسبت جو کچھ واجب تھا عمل مین لاتے پھر کبھی انکا الہام موافق کتاب وسنت ہوتا - تو وہ فضائل عمر سے گنا جاتا - چنانچہ بہت دفعہ قرآن اسکے موافق اترا - اور کئی بار انکو اللہ تعالیٰ سے توافق حاصل ہوا - اور کبھی انکا الہام (یا خیال) مخالف قرآن ہوتا تو وہ اس سے رجوع کرتے - چنانچہ حدیبیہ کے دن جب مشرکین کے باب مین [illegible] رجوع فرمایا اور کہا مینے اس مخالفت کے کفارہ مین کئی نیک عمل کئے - یہ* حدیث بخاری وغیرہ مین مشہور ہے

---

* بخاری مین بصفحہ ۳۸۰ حدیث ہی کہ ہجرت سے چھٹے سال آنحضرت بارادہ عمرہ مکہ کیطرف روانہ ہوئے - جب بمقام حدیبیہ پہنچے تو مشرکین مکہ عمرہ کرنے سے مانع ہوئے - بعد قیل وقال اس بات پر صلح ٹھیری کہ اس سال خالی واپس جاوین اور سال آئندہ عمرہ کرین - اور جو کوئی مشرکین سے مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس جاوے تو آنحضرت اسکو مشرکین کیطرف واپس کرین - اور جو مسلمان مرتد ہوکر مشرکین مین آملے - تو مشرکین اسکو واپس نکرین - اسمضمون مصالحت پر حضرت عمر کو بڑا جوش آیا اور انہون نے آنحضرت کو اس صلح سے منع کیا اور یہ کہا کیا ہم حق پر نہین اور ہمارے دشمن باطل پر کیا ہم مارے جاوین تو بہشت مین نہ جاوینگے اور ہمارے دشمن دوزخ مین - پھر ہم اپنے دین مین کیون ذلت اٹھاوین اور مشرکین کے آگے کیون دب جاوین - آخر جب آنحضرت صلعم نے سمجھایا کہ مین اللہ کا رسول ہون - اور جو کرتا ہون اسکی مرضی سے کرتا ہون - ایسا ہی صدیق اکبر نے کہا تو حضرت عمر اس اعتراض اصرار سے باز آئے اور تائب ہوئے - اور اس معترضانہ گفتگو کے کفارہ مین کئی نیک عمل کئے **حاشیہ**

وکذلک لما مات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انکر موتہ اولاً حتی قال ابوبکر انہ مات فرجع عمر عن ذلک

وکذلک فی قتال مانعی الزکوٰۃ قال عمر لابی بکر رضی اللہ عنہ کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ

[illegible] بہذا النص [illegible] تقدم ابی بکر [illegible] علی عمر مع ان عمر محدث فان مرتبۃ الصدیق فوق مرتبۃ المحدث لان الصدیق یتلقی عن الرسول المعصوم کل ما یقولہ ویفعلہ - والمحدث یاخذ عن قلبہ اشیاء وقلبہ لیس بمعصوم فیحتاج ان یعرضہ علی ما جاء بہ النبی المعصوم ولہذا کان عمر یشاور الصحابۃ ویناظرہم ویرجع الیہم فی بعض الامور

دنیا زعونہ فی اشیاء فیحتج علیہم و

ایسا ہی جب آنحضرت نے وفات پائی تو انہون نے اس سے انکار کیا (اور اسکو مشکل سمجھہ لیا) یہانتک کہ حضرت ابوبکر نے آپکا فوت ہونا قرآن سے ثابت کر دکھایا - تو حضرت عمر نے اپنی انکار سے رجوع فرمایا

ایسا ہی زکوٰۃ نہ دینے والون سے لڑنے کے باب مین وہ حضرت ابوبکر رض پر معترض ہوئے اور بولے کہ تو لوگون کو کیون مارتا ہے جسحالت مین آنحضرت ص نے صاف فرمایا ہے کہ مین لوگون سے اسوقت لڑنیکا مامور ہون کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور میرے رسالت کی مقر ہون

[illegible] سے [illegible] ابوبکر کا عمر سے مقدم ہونا ثابت ہوتا ہے - انکے مقدم ہونیکے یہ بھی وجہ ہے کہ حضرت عمر محدث تھے اور ابوبکر صدیق تھے - اور صدیق کا رتبہ محدث کے رتبہ سے بڑہکر ہوتا ہے اسلئے کہ صدیق رسول معصوم کے قول وفعل سے علم لیتا ہے - اور محدث اپنے دل سے جو معصوم نہین ہوتا - اسلئے وہ اسکو آنحضرت کے قول وفعل پر عرض کرنیکا محتاج ہوتا ہے - اسیواسطے عمر فاروق ور اصحاب سے مشاورہ ومناظرہ کر لیا کرتے اور بعض کامون مین انکی بات کیطرف رجوع کرتے -

اور وہ لوگ کئی باتون مین اُن سے جھگڑتے

يحتجون عليه بالكتاب والسنة ويقرهم
على منازعته ولا يقول لهم انى محدث
ملهم مخاطب فينبغى لكم ان
تقبلوا منى ولا تعارضون

پس وہ ان لوگونپر دلائل قائم کرتے۔ لوگ انپر
کتاب اللہ وسنت سے دلائل قائم کرتے۔ اور وہ
اُنکے جھگڑنے و دلائل پیش کرنیکو جائز رکھتے۔ اور
یہ نکہتے کہ مین محدث وملہم ہون میری بات کو مان لو
اور مجھ سے جھگڑا مت کرو

مترجم کہتا ہے مینے انکی مواخذات ومعارضات کو ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر دوازدہم مطبوعہ اپریل
مین مفصل بیان کردیا ہے طالب شائق اس پرچہ کیطرف رجعت فرماوین۔ اور اگر آپ سے پہلے نمبرون کو
جنمین مخفیات صحابہ مذکور ہین مطالعہ مین لاوین تو اور بھی حظ پاوین ۱۲

حاشیہ

فاى من ادعى اوادعى له اصحابه انه
[illegible] على الله وانه مخاطب [illegible] على اتباعه
ان يقبلوا كل ما يقوله ولا يعارضوه
ويسلموا له حاله من غير اعتبار بالكتب
والسنة فهو وهم مخطئون۔ ومثل
هولاء من اضل الناس

وهذا الذى ذكرته هوما اتفق
عليه اولياء الله ومن خالف فى هذا
فليس من اولياء الله الذين امر الله
باتباعهم بل اما ان يكون كافرا واما ان يكون
مفرطا فى الجهل۔

پس جو کوئی مدعی ہو یا اسکی صحبتی دعوے کرین
کہ فلان شخص ولی ہے اور وہ خدا کیطرف سے [illegible]
مخاطب ہوا کرتا ہے۔ اور اور اُسکے تابعدارون
کو اسکی سب باتونکا قبول کرنا اور اُسکا مقابلہ
نکرنا اور کتاب اللہ وسنت پر پیش کرنیکے سوائے
اسکو مان لینا واجب ہے وہ ولی داسباب کا مدعی
اور اسکے مرید وصحبتی سب خطا پر ہین۔ اور یہ
لوگ سب لوگون سے بڑھکر گمراہ ہین

یہ جو مینے ذکر کیا ہے یہ ایسا امر ہے جسپر سب اولیا اللہ
متفق ہین۔ اور جو اسکا مخالف ہے وہ اللہ کا ولی
نہین جنکی اتباع کا خدا نے حکم دیا ہے۔ بلکہ کیا
تو وہ کافر ہے اور کیا حد سے بڑھکر
جاہل۔

وهذا كثير في كلام المشائخ كقول الشيخ ابي سليمان الداراني انه ليقع في قلبي نكتة من نكت القوم فلا اقبلها الا بشاهدين الكتاب والسنة

وقال ابو القاسم الجنيد علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة فمن لم يقرء القرآن ولم يكتب الحديث لا يصلح له ان يتكلم في علمنا ولا يقتدى به۔

وقال ابو عثمان النيسابوري من امّر السنة على نفسه قولا وفعلا نطق بالحكمة ومن امّر الهوى على نفسه قولا وفعلا نطق بالبدعة لان الله تعالى يقول وان تطيعوه تهتدوا وقال عمر بن جنيد كل وجد لا يشهد له الكتاب والسنة فهو باطل الى ان قال

لا طريق الى الله لاحد من الخلق الا بمتابعة ظاهرا وباطنا حتى لو ادرك موسى وعيسى وغيرهم من الانبياء لوجب عليهم اتباعه ۱۴۰

یہ جو ہمنے کہا ہے بھی بہتیرے مشائخ کا قول ہے۔ چنانچہ شیخ ابو سلمان دارانی کا قول ہے کہ میرے دل پر قوم (اولیا) کی کوئی باریک بات آتی ہے تو مین اسکو بدون شہادتہ کتاب وسنت قبول نہین کرتا۔

امام ابو القاسم جنید (بغدادی) نے کہا ہے یہ ہمارا علم (اسرار) کتاب اللہ اور سنت کا پابند ہے پس جو قرآن نہ پڑھے اور حدیث جمع نکرے اُسکو لائق نہین کہ ہمارے علم مین کچھ بولے یا اُسکی پیروی کرے

اور ابو عثمان نیشاپوری نے فرمایا جو شخص سنت کو اپنے قول وفعل پر جاری کریگا وہ حکمت کی بات کہیگا۔ اور جس نے اپنے قول وفعل پر ہوائے نفس کو چلایا وہ بدعت کی بات بولا۔ اسلئے کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو راہ پاؤ گے اور عمر بن جنید نے کہا ہے جس وجد پر کتاب اللہ وسنت کی گواہی نہو وہ باطل ہے۔ یہانتک کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا خدا کیطرف سے بجز ظاہر باطن متابعت آنحضرت صلعم کے کوئی راستہ نہین یہانتک کہ اگر موسیٰ وعیسےٰ وغیرہ انبیا آنحضرت کو پاتے تو انپر آنحضرت کا اتباع

کما قال تعالی واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول اللہ مصدق الی قولہ فاولئک ہم الفاسقون

قال ابن عباس ما بعث اللہ نبیا الا اخذ علیہ المیثاق لئن بعث محمد وھو حی لیومنن بہ ولینصرنہ۔ انتہی مختصرا

واجب تھا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالے نے نبیون سے عہد لیا کہ مین جو تمکو کتاب وحکمت دون پھر تمہارے پاس رسول آوے تو اسکو مان لینا اور اُسکی مدد کرنا ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ اللہ تعالی نے کوئی نبی نہین بھیجا جس سے یہ عہد نہ لیا ہو کہ اگر تمہاری زندگی مین محمد نبی ہو تو تم اُسپر ایمان لانا اور اُسکی مدد کرنا۔ کلام شیخ باختصار تمام ہوا

بالجملہ ان احادیث وآثار واقوال علماء اخیار واصحاب کبار وصوفیاء ابرار سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام [illegible] ولایت [illegible] نبوت نہین [illegible] اور کوئی ولی ہمکو اپنے الہام سے وہ باتین نہین بتا سکتا جو آنحضرت بتا گئے ہین اور یہان وہ مثل ہے ول وکھانیکی صادق نہین آتی جسکو آپ یہان لگاتے ہین - وہ بات سوائے دہن مبارک جناب کسی مونہہ سے نہین نکلے اور کسی حدیث یا اثر سے اسکی تصدیق نہین ہوتے نہ حدیث موضوع متمسک جناب اسکی مصدق ہے نہ اور احادیث وآثار مثبتہ الہام اولیاء اسپر شاہد اور اُس سے جیسا خصوصیت نبوت محمدیہ کا ابطال ہوتا ہے اور خصوصیت فرائض نبوت کا خاتم المرسلین سے ارتفاع لازم آتا ہے وہ شروع تقریر دلیل سیوم مین بیان ہوچکا ہے اس تقریر سے دلیل سوم کا اختتام ہوا اور اُسکے ختم ہونیسے دلائل ثلثہ اس دعوے کا (کہ مضمون کانشنس جناب مبطل نبوت ہو نہ مثبت اجو نمبر چہارم صفحہ ۱۱۶ سے شروع ہی) اتمام ہوا - اور اُسکے تمام ہونیسے ہماری بحث وکلام کا جو ہمکو اس مضمون کی نسبت سے خاتمہ ہوا - اب ہم اپنی اس کلام کا جو نوے ۹۰ صفحہ مین مفصل ہوا ہے ایک دو صفحہ مین خلاصہ کرتے ہین اور اپنے مخاطبین وبقیہ ناظرین کو اسمین غور کرنے اور رائے لگانے کا

(۱۷۹)

سہل راستہ نکالدیتے ہین -

فذلکۃ الکلام و خلاصۃ المرام

اس خلاصہ کے بیان کا اصلی باعث یہ ہی کہ بعضی لوگ ہماری مفصل کلام کا مطلب نہین سمجھے اور بعض اخبارات مین یہ بات شایع کئی ہین کہ ہم باوجودیکہ بڑے بڑے پرزور اور نازک فاضلانہ مضامین مولوی مہدی علی صاحب و مولوی چراغ علی صاحب و سید احمد خانصاحب کو بخوبی سمجھ لیتے ہین - اس کلام کا مطلب نہین سمجھے - اور یہ بھی تحریر فرمائی ہین کہ سید احمد خانصاحب بھی تو کانشنس کو ہادی نہین جانتے - اور یہی صاحب اشاعۃ السنۃ خیال رکھتے ہین - تو پھر اس کلام کا مضمون کانشنس کا رد و نقیض ہونا کیونکر متصور ہے

اسکا **جواب** حضار مجلس نے (جنہین وہ مضمون [illegible] کا مطلب نہ سمجھنے کا اظہار اپنی کم علمی یا نافہمی کا اشتہار ہی اس صورت مین مناسب ہے کہ علوم دینی پڑھو یا کسی پڑھے ہوئے سے اس کلام کا مطلب پڑھ اور سمجھ لو - ولیکن اس جواب مین ایک طرح کی درشتی و علیحدگی پائی جاتی ہے - اور ہمکو اپنے مذہبی یا دیسی بھائیوں کا نرمی سے اپنے ساتھ ملانا منظور ہے اور اس بیت کا امتثال مد نظر ع

تو برائے وصل کردن آمدی + نے برائے فصل کردن آمدی + اسلئے

ہم اُنکے جواب مین وہ بات نہین کہتے بلکہ [illegible] کا خلاصہ بیان کر دیتے اور اسمین اپنے مخاطبین و عامہ ناظرین کو بھی کلام کرنے اور رائے لگانے کی سہل راہ نکالدیتے ہین -

وباللہ التوفیق - خلاصہ مقاصد اس کلام کا چند امور ہین جو بدفعات ذیل پیش ہوتے ہین -

(۱) سید احمد خانصاحب نے پہلے کانشنس (یعنی عقل و تمیز) کو بدون رہنمائی ہادی (پیغمبر) کے بے اعتبار بنایا اور اُسکے صداقت کا مدار موافقت تعلیمات ہادی

(پیغمبر) کو ٹہیرایا - پہراس ہادی کی تعلیمات کو بدون شہادت عقل بے اعتبار بنایا اور انکی صداقت کا مدار و معیار اسی عقل کی توافق کو ٹہیرایا - یہ بات پہلی بات کے مخالف ہے ومع ذلک غلط

(۲) ہرچند بحسب ظاہر آپ نے مجرد عقل کو مدار و معیار صداقت تعلیمات نہین ٹہیرایا - بلکہ ساتھ اسکے قانون قدرت کو بھی لگا دیا ہے ولیکن چونکہ قانون قدرت علاوہ از قرار داد عقل کوئی چیز نہین اسلئے [illegible] قانون قدرت کا ساتھہ ملانا کان لم یکن اور اسکو مدار ٹہیرانا بعینہ عقل کو مدار ٹہیرانا ہوا

(۳) نقل اختلاف حکماء نظام عالم و قانون قدرت مین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون قدرت ایسا مشخص و مقرر نہین جسمین مداخلت عقل کی گنجائش نہین

(۴) آپکا یہ دعوے کہ بدون رہنمائے پیغمبر مجرد ملاحظہ قانون قدرت بھی اخلاق صحیحہ کا دریافت کرنا ممکن ہی اور حکماء کو یہ امر حاصل تھا **دوسری غلطی** ہے اور اسمین اس پہلی بات کی رد کہ عقل بدون رہنمای ہادی کے بے اعتبار ہے) مخالفت اور کسی حکیم کا بدون استعانت تعلیمات انبیاء کے کسی اصل صحیح پر مطلع ہونا مسلم نہین -

(۵) نقل مخالفت حکماء امہات اصول انبیاء سے جو ہماری سند منع کی تقویت و تائید کرتی ہے

(۶) دعوی مندرجہ دفعہ چہارم پر آپکا اس دلیل کو پیش کرنا کہ انسان عقل کے سبب مکلف ہوا ہی [illegible] جناب وہ مکلف ہوا ہی وہ بدون تعلیم نبوی کے اسکی عقل مین آجاوے **تیسری غلطی** جناب ہی اور مصادرہ علی المطلوب یعنے عین دعوی کو دلیل ٹہیرانا - اور عقل کے سبب سے مکلف ہونیکے یہ معنی نہین جو آپ سمجھ بیٹھے ہین

(۷) ہمارے اس خیال پر کہ مضمون جناب مبطل نبوت ہی نہ مثبت **پہلی دلیل** جسکا خلاصہ یہ ہی کہ آپنے حکماء کو بعثت انبیاء سے مستغنے کردیا ہے

(۸) اس خیال پر **دلیل دوم** جسکا محصل

* یہ امر کہ لوگون کی نسبت ہمارا خیال ہی جسکو نیچریون کی غیرت قانون قدرت سمجھ رکھا ہی نہ قدرت الٰہی کی نسبت جو مشاہدہ و محسوس ہی اسمین اسمین فرق بعض حصہ دوم رسالہ کے آویگا ۱۲

یہ ہے کہ آپنے تسلیم و تصدیق نبوت کا ایسا

رستہ نکالا ہے جس سے اولاً تصدیق

و تسلیم تک وصول نہو اور اگر وصول ہو بھی

جاوے تو اُسپر ثبات نہو

(۹) اس دلیل پر آپ اور آپکے فلاسفہ اسلاف

کے قول و فعل سے شہادت کہ آپ لوگ مسلمان

کہلاتے ہین - پھر اصول و فروع اسلام کو

جو آپ کی عقل مین نہ آوین نہین مانتے -

جیسے حشر و نشر جسمانی و عذاب و ثواب جسمانی

و جسدانی - تھوڑی سی شراب کا پی لینا یا

[illegible] کا لے لینا [illegible] حلال [illegible]

(۱۰) امام غزالی سے اسپر شہادت اور آپکے ہم

خیالون اور آپکے اسلاف فلاسفہ کی تکفیر -

اور اسباب کا اظہار کہ امام غزالی آپ

لوگونکے ہم مشرب و ہم خیال نہین

(۱۱) اس خیال پر **دلیل سوم** جسکا ملخص

یہ ہے کہ آپنے ختم رسالت کی ایسی تحریف

یا تفسیر کی ہے جسمین خصوصیت نبوت محمدیہ

اس امت کے لئے باطل ہوتی ہے اور

آپ جیسون کو دعوی نبوت کی گنجائش

نکلتی ہو یا یون کہو کہ آپ جیسونکو تشریع

احکام دادائے فرائض نبوت کی اجازت

نکلتی ہے -

(۱۲) اس اجازت پر جو آپنے نقلی دلیل

پیش کی ہے اسکا نقل سے جواب اور حدیث

و آثار و اقوال سے اس اجازت کا ابطال -

یہ خلاصہ مقاصد کلام ہے - اسمین اگر ہمارے

مخاطب عالیجناب یا انکی حوارین و احباب

یا عامہ ناظرین اولے الالباب کچھ کلام کرنا

یا رائے لگانا چاہین وہ ہر ایک امر کی جوابدہی

کے تکلیف نہ اٹھاوین بلکہ از انجملہ چار امور

[illegible] ایک امر کا اثبات

کر دکھاوین اور اس ترخیص و تخفیف تصدیع کی

صلہ مین ہمارا احسان مناوین اور شکریہ ادا کرین

(۱) قانون قدرت ایسا مشخص و مقرر ہو

جسمین عقل کا دخل نہین اور اسکی وہ ہو کہ دہی

کے اسمین گنجائش نہین

(۲) نظام عالم مین کافہ خلائق یا خاصکر

حکماء کا اتفاق ہو وہ اختلاف جو ہمنے نقل

کیا ہو واقعی نہین ہے

(۳) دنیا مین ایسا کوئی ایک شخص ہو گذرا ہے

یا اس زمانہ مین موجود رہے یا آیندہ تا قیامت

اسکے وجود کی امید ہی جو بدون استعانت
تعلیمات نبویہ کے مجرد ملاحظہ قانون قدرت
سے اخلاق صحیحہ پر مطلع ہو

(۴) آپ لوگ یا آپکے ائمہ و اسلاف فلاسفہ
حشر ونشر و دوزخ و بہشت کے نعیم و آلام جسمانی
یا اسکے مثل اور چیزونکو جو عقل مین نہ آوین
بتقلید انبیاء مانتے ہین - یا خدا و رسول
بھی آپکی طرح صریح وصاف طور پر (جسمین
آپکی تحریف و تصرف کا دخل نہو) ان امور
سے منکر ہین

بلکہ ان امور چہار گانہ سے اگر ایک امر کا بھی
فیصلہ ہو جاوے تو ہماری آپکی نزاع اس
مسئلہ مین اختتام پاوے - اگر آپنے کسی امر
کا اثبات کیا تو میدان آپکے ہاتھ آیا - ورنہ
حق ہمارے ساتھ رہا -

ان سب امور دوازدہ گانہ کی تفصیل سے
ہمارا مقصود یہ ہے کہ آپکے مفاسد خیالات
و فواحش اغلاط کی تفصیل تمام لوگونکو معلوم
ہو اور جو آپکو بڑا دقیقہ رس و حقیقت شناس
سمجھتے ہین انکو اپنے خیال کی غلطی ثابت ہو
اور یہ بھی ظاہر ہو کہ جن باتونکو لوگ آپکی

اجتہادیات و عندیات سے سمجھتے ہین وہ
آپکے علم و فہم کے نتائج سے نہین ہین -
بلکہ وہ پرانے فلاسفہ کی کفریات یا بدعات
سے ہین - جنمین انکا اور آپکا اہل ادیان
سماویہ سے کوئی امام نہین ہے

اور بڑا مقصود ہمارا اس قسم کی تفاصیل سے
یہ ہوا کرتا ہے کہ لوگونکو مسائل دین کے دلائل
پر اطلاع ہو اور مختلف فیہ امور سے امر حق
کا علم حاصل ہو - یہی وجہ ہے کہ بلا ضرورت
شد[illegible]
مسائل دین ادنے تعلق کے لحاظ سے بسط
سے بحث کرتے ہین اور اسکے دلائل و متعلقات
کو تفصیل سے قلم مین لاتے ہین ایسی
تفصیل کو سخن ناشناس اجنبی سمجھتے ہین اور
جو ہمسے سوء ظنی رکھتے ہین وہ اسکو دفع الوقتے
پر حمل کرتے ہین اور درحقیقت دونو فریق
ہمارے مقصود پر مطلع نہین -

(حصّہ دوم)

خدا کا نیچر اور ہی اور جناب سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس ای کا نیچر اور

وہم واشتباہ ہمیشہ انسان کو خطا مین ڈالتا ہی
وہ اپنے وہم یا اشتباہ+ سے لفظ کے اصلی معنی
چہوڑ کر اسکو اجنبی معنون مین مستعمل سمجہتا ہے
اسمین وہ ڈبل غلطی یہ کرتا ہی کہ ٹہیٹ محاورہ
اہل لسان کو جنمین وہ لفظ بولا گیا ہی۔ لحاظ
نہین کرتا۔ اور اس سے وہ معنی مراد سمجہتا
ہی جو اہل لسان کے خواب و خیال مین بہی نہین آئے
ان سے پچہلے لوگون نے اپنی اصطلاح مین مقرر
کئی ہین اور کبہی وہ اس غلطی مین ایسا تیز قدم
ہو چلتا ہے کہ لغت قدیم و اصطلاح حادث

دونو کو طاق مین رکہدیتا ہی اور دونون سے
مغائر معنے مراد سمجہہ لیتا ہے
اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی لفظ صلوۃ یا حج
کے معنے وہ نہ سمجہے جو آنحضرت کے قول
وفعل سے ثابت ہین اور اسلام مین مروج
بلکہ معنے نماز مین وہ یہ کہی جو کسی بہیا کرنے
کا ہی [illegible] صادق عاشقان ترک وجود است
اور بیان معنی حج مین یہ شعر پیش کرے
دل بدست آور کہ حج اکبر است — از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است
یا یہ کہی کہ حج کے معنے تو وہی مسلم ہین جو

+ جناب سید احمد خانصاحب نے پرچہ تہذیب الاخلاق نمبر ۲ جلد ۶ مطبوعہ ۱۵ محرم ۱۲۹۲ھ مین کہا ہی "مشکل یہ ہی کہ الفاظ کے عام مشہور معنی آدمی کے دل کو شبہ مین ڈالدیتی ہین۔ اسکو خیال نہین رہتا کہ وہ عام لفظ اس خاص مقام پر کس مراد سے بولا گیا ہی"۔

جناب سید احمد خانصاحب نے تہذیب نمبر ۴ جلد ۵ مین فرمایا ہی "الفاظ قرآن مجید کے وہی معنے لینگے جو ان پڑہ عرب انکے معنی حقیقی یا مجازی معنی اپنی بول چال مین سمجہتے تہے نہ وہ معنی جو کسی علم کے عالمون نے بموجب اپنی اصطلاح کی قرار دئیے ہین"۔

ایسا ہی حافظ ابن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے۔ واقبح غلطا من حمل لفظ لا ینبغی فی کلام اللہ ورسولہ علی الاصطلاح الحادث وقد اطرد فی کلام اللہ ورسولہ استعمال لا ینبغی فی المحظور شرعاً وقدرا وفی المستحیل الممتنع کقولہ تعالی وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا الخ ۱۲

جو مسلمانون مین مروج ہین پر اس گہر سے
جسکا حج فرض ہے وہ گھر مراد نہین ہے
جو مکہ مین ہے - وہ گھر کوئی اور ہی جو لنڈن
یا کیمبرج مین ہے جہانکا حج آجکل مہذب
حج کعبہ سے بڑہکر سمجھتے ہین اور وہان جاتے
یا وہان سے واپس آتے بھی اس مقدس گھر
سے گذر نہین کرتے -

محققین اہل اسلام جنکو آپ بھی مانتے ہین ایسے
معنی مراد لینے کو تحریف کہتے ہین اور اُس کے
مرتکب کو منکر لفظ و محرف قرار دیتے
ہین - گو وہ بزعم خود متمسک لفظ کہلاوے
اور اپنی اس تحریف کا تاویل نام رکھے -
اس قسم کے وہمی تاویلون نے بہت لوگون
کو فطرت اللہ سے (جس سے مراد خدا کا دین ہے)

جب جناب سید احمد خانصاحب بہادر سفر انگلنڈ سے سالماً و غانماً واپس تشریف لائے تو انکے بعض معتقدین کے پاس جو لاہور مین
ہین ہمارے بعض جان شناکی ہوئی کہ سید صاحب نے لندن مین اتنی سال بسر کئے آتی جاتی ہوئی حج نکر آئی وہ جواب بولے کہ سید صاحب حج سے بڑھکر کام کر کے آئی ہین **حاشیہ**

قال الغزالی [illegible] فیصل التفرقة بین الاسلام [illegible] رسول اللہ [illegible]
الفروع فلو قال قائل البیت الذی بمکہ لیس ھو الکعبة التی امر اللہ بحجہا - اذ ثبت تواتراً عن
خلافہ فلو انکر شہادة الرسول للہ لان البیت انہ الکعبة لم ینفعہ انکارہ بل یعلم قطعاً انہ معاند الا ان یکون
قریب عہدٍ بالاسلام - وقال فی الاقتصاد فی الاعتقاد الباب الرابع فی بیان من یجب تکفیرہ من الفرق
الیٰ ان ذکر فرقاً اربعة و ذکر ثلثة منہا فی الصحیفة السابقة ثم قال الرتبة الخامسة من یترک التکذیب
الصریح ولکن ینکر اصلاً من اصول الشرعیات المعلومة بالتواتر عن رسول اللہ صلعم ویقول لست اعلم
ثبوت ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کقول القائل الصلوة الخمسة غیر واجبة فاذا قرء
علیہ القرآن و الاخبار قال لست اعلم صدور ھذا عن رسول اللہ صلعم فلعلہ غلط و تحریف
وکمن یقول انا معترف بوجوب الحج ولکن لا ادری این مکة واین الکعبة ولا ادری این البلد الذی
یستقبلہ الناس و یحجونہ ھل ھی البلدة التی حجہا رسول اللہ صلعم و وصفہا القرآن و ھذا
ایضاً ینبغی ان یحکم بکفرہ لانہ مکذب لکنہ محترز عن التصریح والا فالمتواترات
یشترک فی درکہا العوام والخواص **حاشیہ**

[illegible] اور جو خیالات انہین نیچریون کو فطرت سے زیادہ [illegible]

اس امر کی مستحق [illegible] مین ایک [illegible] جناب [illegible]

[illegible] اسمین [illegible] کر [illegible]

[illegible] ہین ۔ اکثر آیات قرآن کی ویسی ہی الٹی پلٹی

سمجھی جو جبتک اہل سنت کے خیال مین نہین آئی بیان کرتے

ہین ۔ اسکی ایک مثال لفظ فطرت یا فاطر یا فطر ہے جو قرآن مین

کئی جگہہ واقع ہین

ان الفاظ کو انہون نے اپنی طبعزاد یا کسی اپنے دار خانہ ساز نیچر کے معنی مین

سمجھا ہے اور اسکے ثبوت مین ایک طولانی مضمون نہایت لطافت سے

بھرا ہوا تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۹۶ ہجری کے پہلے پرچہ مین شائع کیا ہے

از انجملہ یہ مواضع ہین

قل اغیر الله اتخذ ولیا فاطر السموات والارض	انعام ع ۲
انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض	انعام ع ۹
فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرة	یوسف ع ۱۱
قالت رسلهم افی الله شک فاطر السموات والارض	ابراهیم ع ۲
قال بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرهن	انبیاء ع ۵
فطرة الله التی فطر الناس علیها	روم ع ۴
الحمد لله فاطر السموات والارض	ملئکه ع ۱
قل اللهم فاطر السموات والارض	زمر ع ۵
وما لی لا اعبد الذی فطرنی	یٰس ع ۲
الا الذی فطرنی فانه سیهدین	زخرف ع ۳

اسکا خلاصہ چند امور مین حسب ذیل پیش ہوتے ہین

(۱) خدا تعالیٰ نے آیت فطرة الله التی فطر الناس علیها مین نیچر کو اپنا دین بتایا ہے

(۲) موسیٰ نے (علیہ السلام) رب ارنی کا سوال کیا تو اسکو بھی پہاڑ پر (جو نیچر کا ایک نمونہ تھا) نظر کرنیکا حکم ہوا

(۳) خدا خود بھی اپنے آپ کو کچھ بتا نہین سکا اور بتلایا تو نیچر بولا کہ جسنے زمین کو تمھارے لئے بچھونا اور آسمان کو [illegible] بنایا اور آسمان سے پانی برسایا جس سے تمہارے لئے طرح طرح کے میوے نکالے وہی خدا ہے“

یہ بعینہ الفاظ جناب ہین جو بعض آیات قرآن کا ترجمہ ہے۔ [illegible] مین الله تعالیٰ کی مخلوقات کا بیان ہے اصل آیات عنقریب بضمن ایک حاشیہ کی قلم مین آوینگی انشاء الله تعالیٰ

(۴) موسیٰ نے (علیہ السلام) فرعون کے سامنے وجود خدا کو ثابت کیا تو اسنے نیچر کو پیش کیا۔ اور بولا کہ خدا وہ ہے جو آسمان و زمین کا اور جو اسمین ہے اسکا رب ہے

(۵) جو پیغمبر آیا اسنے لوگون کو نیچر کا رستہ بتایا

(۶) ابراہیم نے (صلی الله علیہ وسلم) خدا کو پہچانا تو اسی نیچر سے پہچانا یعنی ستارون کو ڈوبتے دیکھکر یقین کر لیا کہ میرا خدا وہ ہے جسنے ان سب کو بنایا

(۷) امور مسطورہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہم نیچری ہمارے باپ دادا نیچر

موسیٰ نیچری - ابراہیم نیچری - ساری انبیا نیچری یہانتک
کہ خدا خود نیچری ہے - وہ نہ ہندو ہے نہ عرفی
مسلمان نہ مقلد نہ لا مذہب نہ یہودی نہ عیسائی وہ
تو چھٹا ہوا نیچری ہی

تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا

اس مضمون میں غلطات مشحون مین آپنی وہی کلام کیا ہی اور لفظ فطرت
وغیرہ کے سمجھنی اور اسکے معنی بیان کرنی مین اسی ہم کو دخل دیا ہی
جو معنی اس لفظ کی قدیما وحدیثا محاورہ عرب مین چلی آتی ہین انکو
تو اپنی بالائی طاق رکھدیا ہی - اور جو معنی آپکی وہم وخیال مین آئی
[illegible]
عرب مین پیدائش یا نئی سرے سی پیدا کرنیکی معنو مین مستعمل ہوا ہی
جسکو دوسری آیاتمین بلفظ خلق وابداع وغیرہ کی تعبیر کیا ہی *

اسی معنی کو خدا تعالے نی اسکو استعمال فرمایا ہی اسی معنی سی اسکی رسول
نے یہی معنی اصحاب رسول اللہ نے سمجھے ہین یہی ان سی پہلے
مفسرین نے لیے مر محاورات والفاظ آیات (فطر السموات وفطر
فطر فی فطر الناس) سی صاف ظاہر ہو رہا ہی مع ذلک اقوال بعض صحابہ
و مفسرین کو بھی اسکی تائید وشہادت مین نقل کیا جاتا ہی

اخرج ابو عبید فی الفضائل من طریق مجاهد عن ابن عباس قال کنت لا ادری ما فاطر السموات [illegible] یختصمان فی بئر فقال احدهما انا فطرتها یقول ابتدأتها ذکره السیوطی فی تفسیر الاتقان والبیضاوی فی تفسیره وابن طاهر فی مجمع البحار وقد فسر فی تفسیر البیضاوی والمعالم والجلالین وفتح البیان وغیرها قوله تعالی فاطر السموات والارض بلفظ خالقها ومبدعها ومبدیها

(ابو عبید نے ابن عباس سے (جنکو ترجمان قرآن
کہتے ہین) روایت کیا ہی کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ مین فاطر السموات کے معنے
نہ جانتا تھا یہانتک کہ دو اعرابی ایک
[illegible]
اُنمین سے ایک نے کہا انا فطرتہا (
یعنے اسکو مین نے بنایا اور نیا نکالا ہے
(اسکے اس محاورہ سی معلوم ہوا کہ فطر بمعنی
پیدائش ہی) اور تفسیر بیضاوی و معالم و
جلالین وفتح البیان مین لفظ فاطر السموات
والارض کو جو سورہ انعام مین واقع ہی بلفظ
خالق ومبدع ومبدی کی تعبیر کیا ہی
اگر آپ اس لفظ سے یہ معنی قدیمی
مراد لیتے اور اسیکو نیچر قرار دیتے
تو ہم آپ سے نزاع نکرتے اور
نہ اس معنی نیچر سے انکاری ہوتے

حاشیہ

* جیسے آیت ان فی خلق السموات والارض الخ — بقرہ ع ۲۰
یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم الخ — النساء ع ۱
ان اللہ فالق الحب والنوی الخ — انعام ع ۱۳
هو الذی انزل من السماء الخ — ” ”
ان ربکم اللہ الذی خلق السموات الخ — اعراف ع ۷
قل من یرزقکم من السماء الخ — یونس ع ۴
هو الذی مد الارض الخ — رعد ع ۱
خلق السموات والارض الخ — نحل ع ۱
انزل من السماء ماء الخ — ” ع ۲
ان لکم فی الانعام الخ — نحل ع ۹
ان اللہ یزجی سحابا الخ — نور ع ۶
ومن آیاته ان خلقکم من تراب الخ — روم ع ۳
بدیع السموات والارض الخ — بقرہ ع ۱۴
اسی قسم کی اور صدہا آیات ہین جو خدا کی خلق یا مخلوقات کے
بیان مین وارد ہین -
یہی یا اسی قسم کی اور آیات کا ترجمہ نیچر کے ثبوت مین جناب مخاطب اپنی
تحریر مین لائی ہین

سب کوئی جانتا ہے کہ خدا تعالے نے مخلوقات
کو بنایا اور اُسی سے اپنا ہونا ہمکو بتایا۔ اسیکے
ذریعہ سے انبیا نے لوگونکو خدا کیطرف بلایا
اور اسی سے خدا تعالے کے وجود پر استدلال
کیا۔ پہر اس سے انکار کون کرسکتا ہے۔
ہان اس سے کسیقدر انکار ہے تو آپ لوگونکو
ہے۔ جو خدا تعالے کی بہتیری پیدایش کو
(جسکے وجود کی خدا نے خود خبر دی ہے۔
جیسے دوزخ بہشت۔ جن۔ ملک۔ شیاطین
حور عین) آپ لوگ نہین مانتے اور تاویل
و تحریف کی آڑ مین اس سے انکاری ہین۔
لیکن آپ اس لفظ سے یہ معنی مراد نہین لیتے
اور نیچر فقط اسی پیدائش کو نہین کہتے۔ بلکہ اسے
پیدائش کی وہ حالت مراد لیتے ہین جسکو بذریعہ
عقل وجود پیدائش سے اختراع کرتے ہین۔
اور اسکو قانون قدرت قرار دیتے ہین
اور اسکو بمنزلہ ایک کتاب کے (جسمین جملہ اخلاق
یا احکام حلال و حرام کے تفصیل ہو) خیال
کرتے ہین۔ اور اسکے مطالعہ کو ادراک احکام
کے لئے کافی سمجھتے ہین۔ اور اسکے ناظرین یا
مطلعین کو اُن کتابون کی (جو خدا تعالے نے
رسولونپر اتارے ہین) مراجعت سے مستغنی جانتے
ہین اور اُن لوگونکو (گو وہ آپکے نزدیک صدیون
در صدیون مین شاذ ہوتے ہون) بمنزلہ پیغمبر
مانتے ہین اور انکی ہدایت و رہنمائی پیغمبر سے
بے پرواہ خیال کرتے ہین
یہ معنی اس حالت یا نیچر یا قانون قدرت
کی آپکی مضمون کانشنس مین جسکے ہم تفصیل
شرح کرچکے ہین موجود ہین
اس حالت پیدائش کے مجوز آپ ہی ہین اور
اس قانون قدرت کے مقنن آپ اور اس
خیالی نیچر کے خالق آپ پہر اسکا اقرار
اسکو قانون قدرت الٰہی بتاتے ہین۔ اور
اسکو خدا کا نیچر کہتے ہین
اس حالت (یا قانون قدرت یا نیچر) کے وجود
پر خدا تعالے نے اپنی کتاب مین شہادت
نہین دی۔ اسکے رسولون نے اسکی
تصدیق نہین کے۔ عرب کے اُن پڑھون
نے (جنکی زبان پر لفظ فطرت قرآن مین
نازل ہوا) اس حالت کو نہین سمجھا اور
لفظ فطرت کو اس معنی سے تفسیر نہین
کیا۔

خدا تعالے نے حضرت موسی (علیہ السلام) کو
پہاڑ پر نظر کرنے کا ارشاد کیا یا تمام نجوم کو
آسمان و زمین وغیرہ پیدائش بنا کر غور و فکر
کرنیکا حکم دیا تو اس سے فقط اپنے وجود
و کمال عظمت کا اثبات کیا اور ان چیزون سے
ان امور کے اثبات پر لوگونکو آمادہ کیا -
ساتھہ اسکے یہ نہین فرمادیا کہ یہ پہاڑ یا
تمام مخلوقات ہماری ایک کتاب ہی جس سے
جملہ احکام حلال و حرام دریافت ہو سکتے
ہین -

حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے
پیدائش خدا کا ذکر کیا تو
اس سے خدا کے وجود ہی کا اثبات کیا اور
اسکو کتاب دراک احکام نہین فرمایا

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ستارون
مین نظر و تامل کیا تو اس سے خدا کا ہونا
پہچانا - بقیہ احکام حلال و حرام کا دستور
العمل نہین جانا - ایسا ہی دیگر انبیاء نے
وجود مخلوق کو وجود خالق پر دلیل ٹہیرایا
ہے - کسی نے یہ نہین کہا کہ یہ مخلوقات
یا انکے حالات احکام شرعیہ کے لئے

بمنزلہ کتاب ہین جس سے بدون مراجعت
انبیاء و کتب سماویہ احکام حلال و حرام
دریافت ہو سکتے ہین -

اسیطرح عرب عربا سمجھتے چلے آئے ہین -
کہ جنمین قول خدا یا اقوال انبیاء کے جو فطرت
مین وارد ہین وہ جبلی معنی نہین کہئی
اور جب خدا تعالے اور اسکے رسولون نے
پیدائش کی ایسی حالت نہین بتائی اور یہ
حالت لفظ فطرت کے بولنے اور سمجھنے
والون کے [illegible] نہین ہین [illegible]
لفظ فطرت سے یہ حالت کیونکر مراد ہو سکتی
ہے -

بالجملہ وہ لفظ محاورہ عرب مین بمعنی پیدائش
ہے اور اسے معنے سے اللہ اور اسکے
رسولونکی کلام مین مستعمل ہوا ہے اور
جنابنے اسکو ایک حالت کے معنون مین
سمجھا ہی جو آپکی عقل یا خیال یا وہم سے
متولد یا مخلوق ہے اور اس پیدائش
اور اس حالت مین جو فرق ہے سو ظاہر
ہے - محتاج بیان نہین ہے - ومع ذلک
بنظر مزید توضیح اسکی چند تمثیلات کو ذکر کیا

جاتا ہے -

(۱) حضرات کی آنکھ یا کان خدا کی پیدائش یا نیچر ہے اور آنکھ مین مثلاً ایسی قوت تجویز کرنا کہ وہ ہر موجود کو جیسے جن - فرشتہ - روح - ذات باری دیکھ لے اور جو اس سے نظر نہ آوے اسکو موجود نکہا جاوے - یہ ایک حالت ہی جسکو یہ حضرات نیچر سمجھتے ہین اور بنا برعلیہ قبر کے سانپ و بچھو نکو بتاویل رد کرتے ہین خدا نے اسکو نیچر نہین کہا اور نہ ہم ایسے کی آنکھ سے اس صفت کا مشاہدہ ہوا بہتیری آنکھین ایسے بھی ہین جو فرشتونکو دیکھتی ہین - اور بہتیرے کان ایسے ہین جو عذاب قبر کی آوازین سنتے ہین وقس علیٰ ہذا

(۲) وجود حیوانات و جمادات پیدائش یا نیچر ہے اور انہین یہ امر مقرر کرنا کہ یہ کبھی انسانون کیطرح کلام نہین کر سکتے اور نہ اور عاقلانہ افعال اُنسے صادر ہو سکتے ہین یہ ایک حالت ہی جسکو منکرین معجزات خوارق انبیا نیچر بتاتے ہین - اور بنا برعلیہ (مثلاً) حضرت سلیمان علیہ السلام کے چیونٹی کا کلام کرنا اور اصحاب فیل کو پرند جانورونکا کنکر مارنا اور جمادات کا ظاہری تسبیح کرنا (جو لوگونکے سننے مین آوے) اور درختونکا آنحضرت کی نبوت پر شہادت دینا اور ایک پتھر کا موسے علیہ السلام کا کپڑا لے بہاگنا یہ حضرات نہین مانتے اور بتاویل اسکو رد کر دیتے ہین یہ نیچر خدا تعالے نے نہین بنایا انہین کے خیال مین آیا ہے

(۳) انسان اور حیوانات کا منی سے پیدا ہونا ایک نیچری امر ہے مگر اس منی کو مدار خلقت ٹھیرانا اور سوا ہی منی کے پیدائش انسان و حیوان کو محال جاننا اور بنا برعلیہ مسیح کی پیدائش سے بدون باپ کے منکر ہونا یا قبر کے مٹی سے انسان کا زندہ ہو کر نکل آنے کو نماننا ایک حالت ہی جسکو منکرین نے انسان و حیوان کے نیچر مین داخل سمجھ کر کہا ہی یہہ امر خدا کا نیچر نہین ہے

اسی قسم کے ایک نہین ہزارون حالات پیدائش ہین جنکو یہ لوگ اپنی عقل سے نکالتے ہین پہر انکو خدا کا نیچر بتاتے ہین اور واقع

ہین وہ حالات بجز ان لوگون کے خیالات کے
کہین پائی نہین جاتی

تفصیل اسکی ہم اسوقت کرینگے جب ان حضرات
سے انکی فروعات مین مخاطب ہونگے

اس اجمالی بیان سے ناظرین یہ سمجھہ سکتے ہین
کہ پیدایش اور ہی اور حالات پیدائش (جسکو ہر کوئی
اپنی اپنی سمجھ کے موافق قرار دیتا ہے) اور -
پیدائش کو فطرت اللہ یا نیچر کہہ سکتے ہین -
انکی حالات کو جو حضرات مخاطبین یا اور لوگ
اپنی عقل [illegible]
نہین کہہ سکتے - اگر وہ نیچر ہے تو انہین
لوگونکا نیچر ہے - جنہون نے اسکو از خود تجویز کیا

یہان اگر کوئی یہ **سوال** کرے کہ آیت فطرۃ
اللہ التی فطر الناس علیہا مین فطرت یا
نیچر کو دین ٹہیرایا ہی اور اسکے التزام کا
ارشاد کیا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
فطرت سے یہان کوئی حالت پیدائش مراد
ہے جسکو دین کہا جا سکتا ہی نہ نفس پیدائش
جسکا دین ہونا اور اسکا لازم کر لینا متصور نہین
تو **جواب** اسکا یہ ہی کہ بیشک جسکو دین کہا
ہے وہ کوئی حالت ہی نہ نفس خلقت -

(لیکن وہ حالت وہ نہین ہے جسکو قائلین
نیچر حالت پیدائش سمجھتے ہین - اور اسکو
قانون قدرت بنا بیٹھے ہین - اور اسکو
جملہ احکام حلال وحرام کے بمنزلہ ایک کتاب کے
جانتے ہین جسکے مطالعہ کرنیوالون کو بمنزلہ پیغمبر
مانتے ہین اور انکو ہدائت وبعثت انبیاء سے
مستغنی سمجھتے ہین

بلکہ وہ ایک خاص حالت ہی جو فقط اعتقاد توحید
واعتراف ربوبیت و وحدانیت ربِ حید کا مخزن
[illegible] ایک اسحالت کو خدا
نے بنایا اور نیچر انسان مین داخل کیا اور بروز
میثاق اسکی زبان پر اسکو جاری کیا اور ہر ایک
انسان کو اسکے ذریعہ سے خدا کو پہچان لینے
کا ملکہ دیا اور اسحالت کو دین کہا اور اسکی
ملازمت ومحافظت کا ارشاد کیا

اس سے کوئی جملہ حالات پیدائش کو (گو وہ
اسکی یا اسکے بہائیون کی خود تجویزی حالتین
ہون) مراد سمجھے اور اسکو ادراک جملہ احکام
شرعیہ کے لئے مخزن خیال کرے تو یہ
اسکی سمجھہ ہے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
مگر اسکی اس سمجھہ پر نہ قرآن وحدیث کی شہادت

ہے۔ اس سے علمار امت کو موافقت - قرآن
مین اس آیت سے پہلے اولاً آیات اثبات
قدرت اور وحدت باریتعالے کا ذکر ہے
پہر ایک مثال کا جس سے توحید تصرف ربوبیت
ثابت ہی بیان ہے - پہر اس آیت مین دین توحید
کا فطرتی ہونا ظاہر کیا - اور فرمادیا تو اپنے
مونہ کو خدا کے دین کیطرف (جو توحید ہی)
سیدھا رکہہ (لوگو) تم اس توحید کو جسپر
ہمنے لوگونکو بنایا لازم پکڑو - اسمین کچہہ تبدیل
وتغییرمت کرو - یہی توحید سیدھا دین ہی پر اکثر
لوگ نہین جانتے
حضرت شاہ ولی اللہ یا مصنف تفسیر عباسی نے
(جنکا قول آپ لائے ہین) اسکا ترجمہ دین کیا ہے
تو انکی یہی مراد ہی کہ خدانے دین اسلام کو فطرت کہا
اور مفسرین - بیضاوی - بغوی - جلال الدین
محلی - محمد بن علی شوکانی نے اس فطرت کو دین
یا اسلام سے تعبیر کیا ہی تو انکی بھی یہی مراد ہے
کہ دین توحید کو خدانے فطرت کہا ہی
کسیکی کلام کا منشا و مفاد یہ نہین ہی کہ جس کسی
چیز کو کوئی فطرت سمجہہ لے یا اسپر فطرت کا اطلاق
ہوسکے وہی خدا کا دین ہے - اور فطرت

عالم جملہ احکام شرعیہ کا مخزن ہوسکتی ہے
جسکے ہوتے رسولونکے بہیجنے اور آسمان سے
کتابون کے نازل کرنیکے حاجت عام باقی
نہین رہتی - جیسا کہ آپکا خیال ہے -
حاصل مرام لائق فہم عوام یہ کہ جس چیز کو اس آیت
مین فطرت کہا ہی اس سے توحید مراد ہے جسکو
دین یا اسلام سے تعبیر کیا ہے - اس سے
توحید کے سوا اور امور فطرت کا (واقعی ہون
خواہ خیالی) دین ہونا ثابت نہین ہوتا اور
علما جو منطق سے فی الجملہ آشنا ہین اس مطلب
کو [illegible] فطرت مین
جانبین سے تصادق کلی نہین ہی - جس
چیز کو اس آیت مین دین کہا ہے بیشک وہ
فطرت ہی - پر جس کسی چیز کو فطرت کہا جاوے
وہ عموماً دین نہین ہوسکتی ہے اور یہ بات
دعوے جناب کے مخالف ہے جو عموماً فطرت
کو عین دین سمجہہ بیٹھے ہین اور قانون قدرت
کو بدون بعثت انبیا اور ادراک اخلاق یا احکام
کے لئے (گو شاذ لوگونکے واسطے کیون
نہو) کافی سمجہتے ہین -
اب مین اپنے بیان کی تائید مین چند اقوال

مفسرین و محدثین کو نقل کرتا ہون اور جو معنی اس آیت کے مینے بیان کیئے ہین وہ اورون سے ثابت کرو کھاتا ہون

قال البیضاوی وھو من علیہ اعتمادکم فطر الناس علیھا خلقھم علیھا وھی قبولھم للحق وتمکنھم من ادراکہ اوملة الاسلام فانھم لوخلوا وما خلقوا علیہ ادی بھم علیھا

بیضاوی نے جسپر آپکا اعتماد ہے کہا ہے فطر الناس کے معنی یہ ہین کہ خدا نے انکو اس حالت پر پیدا کیا کہ وہ حق کو قبول کرلین اور اسکے سمجھہ لینے کی قدرت رکھین یا اس سے دین اسلام مراد ہے اسلیئے کہ اگر وہ لوگ جبلت پر چھوڑے جاوین یعنی کوئی انکا مانع و مزاحم نہو تو وہ جبلت انکو دین اسلام کیطرف پہچادے یعنے اسکو مان لین

وقیل العھد الماخوذ من آدم وذریتہ۔

اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے وہ عہد مراد ہے جو آدم [illegible]

قال المحلی فطر خلق الناس علیھا وھی دینہ۔ ذلك الدین القیم المستقیم توحید اللہ

جلال الدین محلی نے کہا ہے۔ خدا نے لوگون کو جس جبلت پر بنایا ہے وہ اسکا دین ہے۔ یہ سیدھا دین ہے جو خدا کے توحید ہے

قال البغوی ای خلق الناس علیھا وھذا قول ابن عباس وجماعة من المفسرین ان المراد بالفطرة الدین وھو الاسلام

بغوی نے کہا ہے اس آیت سے مراد یہی کہ خدا نے لوگونکو اسے پیدائش پر بنایا جس سے بنا بر قول ابن عباس و مفسرین کے ایک جماعت کے دین اسلام مراد ہے

ثم ذکر حدیث من یولد یولد علی الفطرة فابواہ یھودانہ اوینصرانہ اویمجسانہ

پھر بغوی نے اس حدیث کو ذکر کیا کہ جو کوئی پیدا ہوتا وہ جبلت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے ماں باپ اسکو یہودی بنالیتے یا نصرانی یا مجوسی

ثم فسرہ بقولہ یعنی علی العھد الذی

پھر اس حدیث کی تفسیر اس قول سے کی کہ اس جبلت سے

اخذ الله عليهم بقوله الست بربكم قالوا بلی

وكل مولود في العالم على ذلك الاقرار وهو الحنيفية التي وقعت الخلقة عليها وان عبد غيره

قال الله تعالى ولئن سئلتهم من خلقهم ليقولن الله وقالوا ما نعبدهم الا ليقربونا الی الله زلفی

ولكن لا عبرة بالايمان الفطري في احكام الدنيا وانما يعتبر الايمان الشرعي المامور به المكتسب على الارادة والفعل

الا ترى انه يقول فابواه يهودانه فهو مع وجود الايمان الفطري محكوم عليه

وعن عبد الله بن المبارك انه قال معنى الحديث كل مولود يولد على خلقته التي جبل عليها في علم الله تعالى من السعادة والشقاوة فكل منهم صائر في العاقبة الی ما فطر عليها وعامل في الدنيا بالعمل

وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالے نے اُن سے روز میثاق یہ کہکر کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون لیا تہا انہون نے اسکے جواب مین بلی (یعنے ہان) کہا۔

اس دنیا مین جو کوی پیدا ہوا ہے وہ اسی اقرار پر پیدا ہوا ہے یہی ہے یکسو ہونا جسپر سبکے پیدایش ہے چاہے کوئی اللہ کے سوا اور چیز وںکو پوجتا ہے

خدا تعالے نے فرمایا کہ اگر تو ان بت پرستون سے پوچہے کہ تمہین کس نے پیدا کیا تو یہی کہینگے کہ خدا نے اور یہی وہ کہتے ہین کہ ہم بتونکو اس لئے پوجتے ہین کہ وہ ہمکو خدا سے نزدیک کرتے ہین۔

ولیکن اس جبلے ایمان کا احکام دنیاوی مین کچھ اعتبار نہین ہے۔ اعتبار اُسی ایمان کا ہے جسکا شرع مین امر آچکا ہے اور وہ ارادہ اور فعل سے حاصل کیا جاتا ہے۔ دیکھو آنحضرت نے اس جبلی ایمان کے ہوتے اسکو ماں باپ کے تابع ہو جانے سے یہودی و نصرانی کہا۔

عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ انہون نے اس حدیث کے یہ معنے کئے ہین کہ سب کوئی اپنی اصلی جبلت پر پیدا ہوتا ہے جسکو خدا جانتا ہے (یعنے ہم نہین جانتے) نیک بختی پر یا بد بختی پر پس سب کوئی انجام کو اسیطرف رجوع کرتا ہے جو اسکی جبلت مین ہوتا ہے۔ اور دنیا مین وہی کام کرتا ہے

المشاکل لہا

فمن امارات الشقاوۃ للطفل ان یولد

بین یھودیین

وقیل معناہ کل مولود یولد فی مبداء خلقہ

علی الجبلۃ السلیمۃ والطبع المتہی لقبول

الدین فلو ترک علیھا لاستمر علی لزومہا

لان ھذ الدین موجود حسنہ فی العقول

جو اسکے مناسب ہین

بدبختی کی علامت یہ ہی کہ وہ یہودیون کے گھر پیدا ہوا اور اسکے

مان باپ اسکو یہودیت کی تلقین کرین

بعضون نے کہا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ ابتدائے

خلقت مین جبلت سلیم اور ایسی طبیعت رکھتا ہی کہ اگر وہ

اسپر چھوڑا جاوے کوئی مزاحم ومانع نہ کھڑا ہو جاوے

تو وہ اسی دین کو لازم پکڑے - اسلئے کہ اس دین

کی خوبی عقل مین آچکی ہے

لاتبدیل لخلق اللہ حمل الفطرۃ علی

الدین قال معناہ لا تبدیل لدین اللہ

وھو خبر بمعنی النہی ای لاتبدلوا دین

اللہ قال مجاھد وابراھیم معنی الآیۃ

الزموا فطرۃ اللہ واتبعوہ ولاتبدلوا

التوحید بالشرک

لاتبدیل لخلق اللہ کے معنی ان لوگونکے قول پر جو

فطرت سے دین مراد لیتے ہین یہ ہین کہ دین کو بد

ندو - یہ گو بظاہر ایک بات سنادی ہی ولیکن حقیقت

مین ایک امر سے ممانعت کی ہی یعنے یہ کہا ہی کہ دین کو

مت بدلاؤ مجاہد وابراہیم نے اسکے یہ معنی کئی ہین

کہ خدا کے دین کو لازم پکڑو - اور توحید کو شرک

سے نہ بدلو -

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ لفظ فطرت سے

اس آیت مین وہ حالت مراد نہین جسکو یہ لوگ

نیچر خیال کرتے ہین اور اسکو اوراک جملہ احکام

کے لئے بمنزلہ ایک کتاب کے سمجھتے ہین -

بالجملہ ان معنی کو نیچر کسی لفظ قرآن کا

مدلول نہین اور جس معنی پر آیات متضمنہ

ذکر فطرت کو آپ حمل کرتے ہین وہ واقعی

اسکے معنے نہین

اس سے مراد خیال کہ امر مذکور الصدر کے

آپ مصداق ہین اور ہمیشہ قرآن کے

سمجھنے وبیان کرنے مین اسی وہم مین مبتلا

رہتے ہین ثابت ہوا اور اسکے ضمن مین

مضمون عنوان (اگر خدا کا نیچر اور ہے اور سید احمد خانصاحب کا نیچر اور ہے) نبوت کو بہیجا اور جواب مضمون جناب جو اثبات نیچر مین آپنے زیب رقم فرمایا تہا اوا سے ہوا اسکے ضمن مین یہ کہ اسباب کے (جو نیچر بحث کا نشس کے ضمن مین قانون قدرت کی نسبت کہی تہے کہ وہ کوئی امر مشخص نہین

اور اسکی شرح و تفصیل بجز لوح عقل کہین لکہی نہین ہوئی) نیز شرح ہو گئی کہ اس قانون قدرت سے وہ قانون مراد ہے جسکو آپ لوگ قانون سمجہہ بیٹھے ہین نین نفس قدرت و پیدائش - جس سے کوئی انکاری نہین ہے - آیندہ توفیق فہم و تسلیم منجانب ہادی مطلق ہے

من یہد اللہ فہو المہتد و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

اشتہار نصح آثار

رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلۃ الملتہ تالیف شریف مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی بجواب ادلہ کاملہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی (جسکا مژدہ مین ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر چہارم جلد دوم مین سنا چکا ہون) مدت سے چہپکر شائع ہو رہا ہے - طالبین دین و متبعین سنت سید المرسلین اس رسالہ کو نقد جان دیکر بہی خریدین تو ارزان ہے - مین اس

رسالہ کو اکثر لوگونکے حق مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ کی نسبت زیادہ مفید سمجہتا ہون - اور اسکے خریدنے کو اسکی خرید سے مقدم جانتا ہون جو آپ ترکی بہ ترکی کے مثل کو مین سنا کرتا پر جیسا اسکا مشاہدہ اس رسالہ مین کیا ہے کہین آگے نہین کیا -

مسائل کا کوئی طالب ہو تو اسمین دیکہہ لے مناظرہ کا ڈہنگ سیکہنا ہو تو اس سے سیکہے - طرز

ظرافت جہد بانہ معلوم کرنا ہو تو اس سے
کرے

مکرمی شیخ عبید اللہ صاحب اسکی تقریظ مین کیا خوب
لکھتے ہین " فقیر نے اس رسالہ کو کلام محقق اور
مدلل اور مطابق عقائد اہل سنت کے اور موافق
مذہب سلف صالح کے پایا اور جامع بہت
مضامین اور اکثر مسائل ضروریہ کا - اگرچہ
اسکے بعض مقام مین مثل مولف رسالہ ادلہ کاملہ
کے کلام شجاعانہ اور ظرافت آمیز بھی ہے
مگر چونکہ امور ادلہ اربعہ شرعیہ مین داخل
نہین ہین اسلئے [illegible]
ہوتے ہین چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے
" بہ پرویزنِ معرفت بیختہ بشہدِ ظرافت برآمیختہ "
مین اسکو اس سے بھی زیادہ سمجھتا ہون اسلئے
اسکے خرید کی ناظرین اشاعۃ السنۃ کو خصوصًا
وجملہ موحدین کو عمومًا دل سے رغبت دلاتا
ہون - اسکی قیمت کی شرح یہ ہے - م

اغنیا و اہل وسعت سے فی نسخہ	۸ر
عامہ خریداران سے	۶ر
کم وسعت لوگون اور بیس تیس نسخون کے خریدارون سے فی نسخہ	۵ر
محصول ڈاک فی نسخہ	ار

یہ کتاب دہلی مین مولوی نور محمد ملتانی مقیم
مدرسہ مولانا وشیخنا سید محمد نذیر حسین
صاحب محدث دہلوی - و میر معظم صاحب
مہتمم مطبع فاروقی سے مل سکتی ہے
اور دیرہ دون ضلع سہارنپور مین محمد حنیف
صاحب سوداگر ولد پیرجی خدا بخش سوداگر
بازار دہامون والہ سے مل سکتی ہے
اور خاص کر سکنہ پنجاب کو بذریعہ راقم الحروف
لاہور مسجد چینیانوالی سے - مقدار کتاب [illegible]
ہے - زبان اردو سلیس - طبع مصفّا

المشتہر ابو سعید عفا اللہ عنہ